Regd. L. No. 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

روزنامہ

لاہور پاکستان

یوم پنجشنبہ

شرح چندہ
سالانہ ۲۱ روپیہ
ششماہی ۱۱ روپیہ
سہ ماہی ۶ ”
ماہوار ۲½ ”
قیمت فی پرچہ ۱ مر

جلد ۲	۲۹ وفا ۱۳۲۷ ش	۲۱ رمضان المبارک ۱۳۶۷ھ	۲۹ جولائی ۱۹۴۸ء	نمبر ۱۷۱

جمہوریہ فرانس کے صدر کیطرف سے پیغام تہنیت کا جواب

پیرس ۲۸ جولائی۔ قائداعظم نے فرانس کے قومی دن کی تقریب پر جو پیغام تہنیت ارسال کیا تھا۔ اس کے جواب میں جمہوریہ فرانس کے صدر کیطرف سے جواب میں شکریہ کا ایک برقی پیغام موصول ہوا ہے جس میں لکھا ہے:۔ آپ نے فرانس کے قومی دن کے موقع پر جو مبارکباد کا پیغام بھیجا ہے۔ میں اپنی طرف سے اور فرانس کے عوام کی طرف سے اس کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں میں چاہتا ہوں کہ پاکستان اور فرانس کے دوستانہ تعلقات اور ترقی کریں۔ اور دونوں ملک ہمیشہ ہی ایک دوسرے کے خیر خواہ بنے رہیں۔

عرب فلسطین میں دوبارہ جنگ شروع کرنے کیلئے تیار ہیں
سلامتی کونسل نے شامی قرارداد نامنظور کردی

یروشلم ۲۸ جولائی۔ لبنان کے وزیراعظم ریاض الصلح نے ایک بیان میں کہا ہے کہ فلسطین میں موجودہ صلح بالکل عارضی ہے اگر عربوں کے مطالبات منظور نہ کیے گئے یعنی یہودیوں کا فلسطین میں داخلہ نہ روکا گیا اور یہودیوں کی نام نہاد اسرائیلی حکومت کو کالعدم قرار نہ دیا گیا تو ہم پھر لڑائی شروع کر دینگے۔ سلامتی کونسل نے کل شامی نمائندہ کا وہ ریزولیوشن نامنظور کر دیا جو فارس الخوری نے پیش کیا تھا۔ اور یہ تجویز کی تھی کہ انتداب کے خاتمے کے بعد فلسطین کی قانونی پوزیشن کا فیصلہ کرنے کیلئے فلسطین کا معاملہ بین الاقوامی عدالت انصاف کے سپرد کر دیا جائے۔ ۶ ممبران نے ریزولیوشن کے خلاف ووٹ دیئے اور ۳ ممبران نے جنمیں روس اور امریکہ شامل ہیں رائے شماری میں حصہ لینے سے احتراز کیا۔

فائن کپڑے کے ناجائز پرمٹ

سیالکوٹ ——— خاص اطلاع ——— ۲۸ جولائی

سیالکوٹ شہر مسلم لیگ کے سیکرٹری مسٹر محمد اسلم بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں کہ سول سپلائی افسر صاحب سیالکوٹ افسران کو ناجائز طور پر فائن کلاتھ کا پرمٹ دے رہے ہیں۔ اس محکمہ کے رجسٹریوں کو محض ۲ گز فی کس کے حساب سے کپڑا دیا جاتا ہے۔ اس کھلی ناانصافی سے عوام میں اضطراب ہے حکومت کو چاہیئے کہ اس کا فوری طور پر سدباب کرے۔

”پاکستان ہندوستان کمیشن“ کی ہراول پارٹی کشمیر پہنچ گئی
پارٹی کے ممبران جنگی محاذوں پر روانہ ہو رہے ہیں!

سرینگر ۲۸ جولائی۔ اتحادی قوموں کے ”پاکستان ہندوستان کمیشن“ کی ہراول پارٹی جو ہوائی جہاز کے ذریعہ کل کشمیر روانہ ہوئی تھی کل شام وہاں پہنچ گئی۔ اطلاع ملی ہے پارٹی کے ممبران نے آج سے اپنا کام شروع کر دیا ہے پارٹی ان تمام علاقوں کا دورہ کریگی جہاں آجکل لڑائی ہو رہی ہے اور تمام حالات کا بچشم خود مشاہدہ کرے گی۔ نئی دہلی میں آج کشمیر کمیشن کی ایک میٹنگ ہوئی جو ۲ گھنٹے تک جاری رہی۔ میٹنگ شروع ہونے سے قبل کمیشن کو حکومت ہند کیطرف سے ایک چٹھی ملی جسمیں اس سوال نامے کا جواب دیا گیا تھا جو کمیشن نے مسئلہ کشمیر کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے کیلئے حکومت ہند کے نام ارسال کیا تھا۔

چھاپے خانوں اور جلد سازی کے کارخانوں کی الاٹمنٹ

لاہور ۲۸ جولائی۔ چھاپے خانوں کی بحالی کی کمیٹی کا اجلاس ڈائریکٹر آف انڈسٹریز کے دفتر واقع ۱۱۔ ایجرٹن روڈ لاہور میں یکم اگست ۱۹۴۸ء کو ۱۰ بجے صبح ہوگا۔ اس اجلاس میں چھاپے خانوں اور جلد سازی کے کارخانوں کی الاٹمنٹ کی بقیہ درخواستوں پر غور ہوگا نیز اپیلوں پر غور کیا جائے گا درخواست کنندگان کو چاہیئے کہ وہ خود کمیٹی کے روبرو پیش ہوں۔

انڈونیشیا اور سعودی عرب کے درمیان سفیروں کا تبادلہ

ریاض ۲۸ جولائی۔ انڈونیشیا کی جمہوری حکومت اور سعودی عرب نے باہم سفیروں کے تبادلہ کا فیصلہ کیا ہے۔ عنقریب دونوں ملکوں میں ایک دوسرے کے سفارتخانے قائم کر دیئے جائینگے۔

مہاراجہ کشمیر کی جائداد کی وارث

لاہور ۲۸ جولائی۔ معلوم ہوا ہے۔ حکومت مغربی پنجاب نے فیصلہ کیا ہے۔ لاہور میں مہاراجہ کشمیر کی جائدادوں اور اراضی کا حق سود آزاد کشمیر گورنمنٹ کو دے دیا جائے۔ مہاراجہ کی لاہور کی جائداد میں سرائے سلطان اور لنڈا بازار قابل ذکر ہیں۔

”آغاز“ کے پروپرائٹر پر مقدمہ

لاہور ۲۸ جولائی۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ کا نامہ نگار خصوصی اس اطلاع کا ذمہ دار ہے کہ کراچی کانفرنس کے فیصلے کے مطابق ”آغاز“ کے پروپرائٹر ملک احسان الٰہی کیخلاف مقدمہ چلایا جائے گا۔ روزنامہ ”آغاز“ پر الزام یہ ہے کہ اس میں بعض سرکاری ملازموں کی پرائیویٹ زندگی کے متعلق مضامین چھپتے رہے ہیں۔ اس اقدام کا مقصد یہ ہوگا کہ اردو اخباروں کو سرکاری ملازموں پر کیچڑ پھینکنے کی پالیسی سے باز رکھا جائے چونکہ نامہ نگار کا کہنا ہے کہ سرکاری ترجمان کے کہنے کے مطابق حکومت یہ اقدام خوشی سے نہیں اٹھا رہی لہٰذا وہ ”آغاز“ کے پروپرائٹر کو قانونی عدالت میں لے جائیگی۔ جہاں وہ حاصل الزامات کے لئے جوابدہ ہوں گے۔

ضلع شاہپور میں مہاجرین کی آبادکاری

لاہور ۲۸ جولائی۔ ضلع شاہپور میں بحالیات کا کام کئی قسم کی مشکلات کے باوجود تیز رفتاری سے جاری ہے اسی وقت تک ۵۰، ۴۵، ۲ مہاجر اس ضلع میں آباد ہو چکے ہیں۔ جن میں سے ۳۰۰، ۱۳، ۱ افراد زمینوں پر آباد ہوئے ہیں۔ اور باقی لوگ مختلف کاموں اور کاروبار میں لگ چکے ہیں۔ سرگودھا۔ شاہپور صدر اور شاہپور شہر کے کیمپوں میں ابھی پچیس ہزار سے زیادہ پناہ گزین آبادکاری کے منتظر ہیں۔ زراعت پیشہ مہاجروں کی مالی امداد کے لئے ۴ لاکھ ۴ ہزار روپے بطور زر تقاوی دیا گیا اس کے علاوہ انکی حسب ضرورت انہیں مویشی۔ بیج اور زرعی آلات بھی دئے گئے ہیں جو مہاجر اسال اپنے اور اپنے لواحقین کے گذارے کے لئے پوری فصل پیدا نہیں کر سکے تھے انہیں پانچ روپے فی کس کی امداد دی گئی ہے۔

چین میں احمدی نوجوانوں کی تبلیغی سرگرمیاں
جماعت احمدیہ کی تبلیغی خدمات کا اعتراف

احراری ترجمان اخبار آزاد کی ۲۷ جولائی ۱۹۴۸ء کی اشاعت میں شائع شدہ ایک مضمون بعنوان ”چین کے پانچ کروڑ مسلمان“ میں مندرجہ ذیل سطور شائع ہوئی ہیں:۔

”تقریباً تمام مسلمان سنی ہیں اور صوفی اعتقاد کا محض ایک چھوٹا سا فرقہ ہے جو ”جہریہ“ کے نام سے مشہور ہے بعض نوجوان مسلمان احمدیہ فرقہ (قادیانی دنیا) سے گہری دلچسپی رکھتے ہیں اور تبلیغی کام انجام دینے میں کافی کامیابی حاصل کر رہے ہیں۔ ۸۰ ہزار سپاہی:۔ اس فرقے کے موجودہ نوجوان افراد پیر نگار مسلمان ہیں اور چیانگ کائی شیک کے مخلص پیرو ہیں انہوں نے کیو شانگ کے اندر ایک لیگ قائم کی ہے جو نیشنل سالویشن آف چائینیز محمڈنس کے نام سے مشہور ہے انہوں نے پیکنگ میں ایک نارمل اسکول قائم کیا ہے جس میں وہ آنیوالے زمانے کیلئے نوجوان اور عملی لیڈر تیار کر رہے ہیں سنکیانگ، منگسو، ننگھیا کی مسلم فوجوں میں تقریباً اسی ہزار سپاہی ہیں۔ ماہوفانگ کی اعلیٰ قیادت میں سپاہیوں کی ایک شاندار جماعت نے حملہ آوروں کو متعدد شکستیں دی ہیں۔“

محکمہ ڈاک و تار کے مہاجر پنشنر

لاہور ۲۸ جولائی۔ حکومت پاکستان نے فیصلہ کیا ہے کہ محکمہ تار و ڈاک کے مہاجر پنشنروں کو مزید چھ ماہ کیلئے مشروط طور پر پنشنوں کی ادائیگی کر دی جائے یہ مدت یکم اپریل سے ۳۰ ستمبر ۱۹۴۸ء تک ہوگی متعلقہ پنشنروں کو چاہیئے کہ وہ اس سب آفس یا ہیڈ آفس سے پنشن وصول کریں۔ جہاں سے انہوں نے ۳۱ مارچ ۱۹۴۸ء تک وصول کی تھیں۔ پنشن وصول کرتے وقت انہیں ضروری کاغذات دکھانے پڑینگے۔

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل بی

پرنٹر و پبلشر عبد الحمید بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی نے گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور سے چھپوا کر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا گیا

روزنامہ الفضل
۳۰ جولائی ۱۹۴۸ء

پنڈت نہرو کی مدراسی تقریر

پنڈت جواہر لال صاحب نہرو وزیراعظم انڈین یونین نے مدراس میں پھر وہی اعصابی تقریر فرمائی ہے۔ جو آپ نے کٹھوعہ جموں روڈ کے افتتاح پر فرمائی تھی۔ اور جس کے بعض حصوں پر اعتراض ہونے پر آپ نے رپورٹروں کی پناہ لی تھی۔

آپ کی تقریر اگرچہ ہمیشہ ہی اسی قسم کی ہوتی ہے۔ مگر یہ تقریر اپنی قسم کا بہترین نمونہ ہے۔ آپ کا انداز اس چھوٹے بچے کی رفتار سے ملتا جلتا ہے۔ جو ابھی تو سڑک کے ایک کنارے پر چل رہا ہے۔ اور ابھی دوسرے کنارے پر جا پہنچتا ہے۔ اور ابھی سڑک کے بیچوں بیچ چلنے لگتا ہے۔ پھر کبھی تو دوڑنا شروع کر دیتا ہے۔ کبھی آہستہ آہستہ چلنے لگتا ہے۔ اور کبھی بالکل ساکن ہو جاتا ہے۔ کبھی آگے جاتا ہے۔ اور کبھی پھر پیچھے آتا ہے۔ یہاں بلی کے پیچھے بھاگ رہا ہے۔ تو وہاں کسی خوانچہ فروش کے پاس یونہی کھڑا ہو کر تماشہ دیکھنے لگتا ہے۔

آپ کی تقریر کے ہمیشہ تین حصے ہوتے ہیں۔ کچھ باتیں تو آپ نے پہلے سوچی ہوئی ہوتی ہیں۔ کچھ باتیں ساتھ ساتھ سوچتے جاتے ہیں۔ اور کچھ باتیں کہہ لینے کے بعد سوچتے ہیں۔ ہمارے علم میں شاید کوئی دوسرا مقرر ایسا نہیں ہے۔ جس نے آپ سے زیادہ بار یا آپ کے برابر ہی رپورٹروں کی غلط رپورٹ کا شکوہ کیا ہو۔

آپ دوران تقریر میں بعض وقت تو اتنے غصہ میں آجاتے ہیں۔ کہ آپ کو معلوم بھی نہیں ہوتا کہ قابل اعتراض چیز آپ کے مونہہ سے نکل گئی ہے۔ اور کبھی اتنے سکون سے اور جانچ تول کر بات کرتے ہیں۔ کہ آدمی داد دینے لگتا ہے۔

یہ تقریر اس لحاظ سے بھی اپنی قسم کی معیاری ہے۔ کہ اس میں آپ نے تقریباً ہر ایک اس مسئلہ کا ذکر فرما دیا ہے۔ جو اس وقت انڈین یونین کو درپیش ہے۔ کشمیر حیدر آباد۔ پاکستان ہندی مسلمان وغیرہ سب کے متعلق آپ نے اپنی رائے کا اظہار فرمایا ہے۔

اگرچہ اس تقریر کے مختلف قابل اعتراض پہلو ہیں۔ اور بہت سی تفصیلات ایسی ہیں۔ جن پر انگلی رکھی جا سکتی ہے۔ مگر تمام تقریر کی نمایاں خصوصیت وہ غرور ہے۔ جس سے آپ پاکستان اور حیدر آباد کا ذکر کرتے ہیں۔ حیدر آباد چونکہ آپ کے خیال میں محض ایک ہندوستانی علاقہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور آپ چونکہ انگریزوں کے جانشین ہیں اس لئے آپ ان کے ساتھ ویسا ہی سلوک روا رکھنا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ ایک باجگزار ریاست کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ جہاں تک تو دنیا کو دکھانے اور انڈین یونین کے اصول حکومت کا تعلق ہے آپ کی حکومت دنیاوی جمہوریت کا نمونہ ہے۔

لیکن جہاں تک حیدر آباد کا تعلق ہے۔ آپ برطانوی طرز کی شہنشاہیت کے علم بردار ہیں آپ فرماتے ہیں آزادی کے وقت جو تقسیم ہوئی ہے۔ وہ ہماری رضامندی سے ہوئی ہے۔ اور ہم اس کے پابند ہیں۔ مگر آپ یہ بھول جاتے ہیں۔ کہ جس دستاویز کے رو سے آپ کو آزادی حاصل ہوئی ہے۔ اسی دستاویز کے رو سے برطانیہ نے حیدر آباد کو اپنے متعلق فیصلہ کرنے کا موقعہ دیا ہے۔ کہ جس نو آبادی سے چاہے ملحق ہو جائے یا چاہے تو آزاد رہے۔ لیکن پنڈت جی فرماتے ہیں۔ کہ حیدر آباد سے جنگ کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔ جنگ تو دو آزاد ملکوں کی لڑائی کو کہتے ہیں۔ اور یہ محض اس لئے کہ حیدر آباد کئی لحاظ سے انڈین یونین سے کمزور ہے۔ پھر نہ معلوم تقسیم کو ماننے اور انڈین یونین کے جمہوری ہونے سے پنڈت جی کا مطلب کیا ہے؟ یہ تو اسی طرح کی بات ہے۔ کہ ہم مانتے ہیں۔ کہ اچھوتوں کو خدا نے انسان بنایا ہے۔ لیکن چونکہ وہ ہندوستان میں پیدا ہوئے ہیں۔ اس لئے جو کچھ ان کے پاس ہے چھین لینا چاہیئے۔ اور ان کو اونچ جاتی ہندوؤں کا غلام بے دام بنا کر رہنا چاہیئے۔

پاکستان! پاکستان کے متعلق پنڈت جی کا تصور بہت بلند ہے۔ آپ اسکو انجیل کا وہ تمثیلی ناہنجار بیٹا سمجھتے ہیں۔ جو باپ سے حصہ بٹا کر چلا گیا تھا۔ اور عیاشی میں ضائع کر کے صفر الیدین ہو کر پھر بے شرمی سے واپس لوٹ آیا تھا۔ اور باپ نے اس کی آمد کی خوشی میں دنبہ ذبح کرایا تھا۔ جس پر دوسرا بیٹا ناراض ہو گیا تھا۔ چونکہ گاندھی جی جو ہندوستان کے باپ تھے فوت ہو چکے ہیں۔ اس لئے پنڈت جی برادرانہ رقابت کے جذبہ سے فرما رہے ہیں کہ دور ہو جاؤ ہمارے سامنے سے ہمیں اپنی ہی بڑی مصیبتیں درپیش ہیں۔ ہم تمہاری مصیبتوں کا بوجھ نہیں اٹھا سکتے۔ اور پاکستان لاچار ڈھیٹوں کی طرح آپ کے پاؤں پڑ رہا ہے اور آپ نہیں مانتے۔

پنڈت جی کو ایسا کہنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی ہے۔ کہ چونکہ تقسیم میں انڈین یونین نے پاکستان کا بہت سا مال اپنی پوزیشن سے فائدہ اٹھا کر مار رکھا ہے۔ اور ابھی تک ہر طرح سے پاکستان کو گھیرنے کی کوشش میں مصروف ہے۔ اور یہ تمام باتیں پاکستان نے دنیا کے سامنے پیش کر دی ہیں۔ اور یو۔ این۔ او ان میں سے بعض باتوں کی تحقیقات پر بظاہر مصر نظر آتی ہے۔ اور اس کا کشمیر کمیشن اس غرض کے لئے آیا ہوا ہے۔ ان کو صرف باتوں سے ٹالا جا سکے۔ اور انڈین یونین کی جو بدنامی دنیا کے سامنے ہوئی ہے۔ اس کو دھویا جا سکتا ہے یا نہیں۔ اگر ہو سکے تو پردہ پوشی ضرور کر دی جائے

پنڈت جی نے اپنی تقریر میں بعض بڑی اچھی باتیں بھی فرمائی ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ آپ کے احساس برتری نے ان سب پر پانی پھیر کر رکھ دیا ہے۔ ہم اس طرز کے اختیار کرنے پر پنڈت جی کو بڑی حد تک معذور بھی سمجھتے ہیں۔ اور ہمیں یہ تسلیم ہے۔ کہ پنڈت جی دل کے بڑے نیک ہیں۔ مگر ہندوستان میں ایسے خطرناک عناصر موجود ہیں۔ کہ اکثر آپ کو اپنی تقریروں میں اپنے ذاتی خیال کی بظاہر تردید کرنی پڑتی ہے۔ ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ پنڈت جی کو اپنے گھر کے حالات پر پورا پورا قابو پانے کی اللہ تعالےٰ توفیق عطا فرمائے۔

حکومت اور دشمنان حکومت

کسی ملک میں جو بھی قانون بنایا جاتا ہے۔ وہ بظاہر انصاف وعدل کے کسی اصول کی بناء پر ہی بنایا جاتا ہے۔ نظام میں اگر کوئی برسر اقتدار پارٹی کوئی قانون اپنی پارٹی کی حفاظت اور مخالفین کے استیصال کے لئے بناتی ہے۔ تو قانون بنانے والوں کی غرض گو محدود ہوتی ہے۔ لیکن وہ اپنے محدود نظریہ کو ظاہر نہیں کرتی۔ اور قانون ہمیشہ عدل وانصاف کے وسیع اصولوں پر ہی تسدید کرتی ہے۔ کسی برسر اقتدار پارٹی کا یہ فطری حق تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ وہ اپنی حفاظت کے لئے قانون بنا سکتی ہے۔

برسر اقتدار حکومت کے دشمنوں کی دو موٹی مختلف قسمیں ہیں۔ ایک قسم دشمنوں کی وہ ہے جو کسی بیرونی طاقت کے لئے کام نہیں کرتی بلکہ ملک میں ہی صرف اپنی پارٹی کا اقتدار قائم کرنا چاہتی ہے۔ اور موجودہ برسر اقتدار پارٹی کو گرانا چاہتی ہے۔ دوسری قسم ان دشمنوں کی ہے۔ جو نہ صرف برسر اقتدار پارٹی ہی کے دشمن ہوتے ہیں۔ بلکہ وہ کسی بیرونی طاقت کے لئے بطور ایجنٹ کے بھی کام کر رہے ہوتے ہیں۔ برسر اقتدار پارٹی پہلی قسم کے دشمنوں کو تو کسی حد تک برداشت کر سکتی ہے۔ لیکن دوسری قسم کے دشمنوں کو قطعاً برداشت نہیں کرتی۔ دشمنان حکومت کی ان دو بڑی قسموں کے علاوہ اور بھی کئی قسم کے دشمن ہوتے ہیں۔ خاصکر ایسے ملکوں میں جہاں کی حکومت کوئی متعین صورت اختیار نہیں کر چکی ہوتی۔ وہاں محض ذاتیات کی بناء پر بھی پارٹیاں بن جاتی ہیں۔

قاعدہ کی بات ہے۔ کہ دشمن کا دشمن دوست ہوتا ہے جب ایک ملک میں بہت سی پارٹیاں حکومت کے خلاف ہوں۔ تو اکثر ایسا ہوتا ہے۔ بلکہ کہنا چاہیئے کہ ہمیشہ ایسا ہوتا ہے کہ دشمن پارٹیاں کوئی مشترک بنا درمیان میں لا کر باہم سمجھوتہ کر لیتی ہیں۔ اور اس طرح حکومت کو متحد ہو کر کمزور کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ جن ملکوں میں سیاسی بیداری کسی قدر اور درجہ پر پہنچ چکی ہوتی ہے۔ وہاں تو دشمن ملک وقوم پارٹی کی دال نہیں گل سکتی۔ لیکن جہاں ابھی سیاسی بیداری کا بچپن ہو۔ اور ابھی عوام کچے ہوں وہاں ایسی دشمنان ملک کی پارٹی خوب کھل کھیلتی ہے اور دوسروں کی سادگی کا پورا پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتی ہے۔

ایسی پارٹی کو یہ مواقع کئی وجوہات سے دستیاب ہو جاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ حکومت کے ارباب حل وعقد کے ذاتی دشمن تو دوڑ کر ایسے لوگوں کے ہم بغل ہو جاتے ہیں۔ ان کے ذہن میں ملکی معاملات تو کوئی وقعت ہی نہیں رکھتے لیکن زیادہ موقعہ حقیقی دشمنان ملک کو خود ارباب حکومت کی کمزوریوں کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے۔ جب کوئی برسر اقتدار حاکم حفاظتی قانون کا غلط استعمال کرتا ہے۔ اور بجائے ملکی مفاد کے اپنی ذاتی اغراض سامنے رکھ لیتا ہے۔ تو دشمنان ملک کا یہ گروہ سادہ دل عوام کو حکومت کے خلاف بھڑکانے میں پیش پیش ہو جاتا ہے۔

دشمن کے اس وار سے کوئی بڑی ہی طاقتور حکومت بچ سکتی ہے۔ اگر بچ بھی جاتی ہے۔ تو یقیناً اس کے لئے مشکلات کا ایک ایسا باب کھل جاتا ہے۔ کہ جن پر قابو پانے کے لئے بڑی ہی دانشمندی اور مضبوط ہاتھ کی ضرورت ہوتی ہے۔

اس وقت پاکستان کی بعض صوبائی حکومتوں نے چند افراد کو اس لئے گرفتار کیا ہے۔ یا ان پر پابندیاں عائد کی ہیں۔ کہ ان کے خیال میں یہ لوگ سرے سے پاکستان کے ہی دشمن ہیں اور اسکو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ ہم کسی خاص شخص کی ذات کے متعلق کچھ نہیں کہنا چاہتے لیکن بعض لوگ جو یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ پاکستان میں کوئی ایسا شخص نہیں۔ جو پاکستان کا دشمن ہو۔ غلطی کرتے ہیں۔ اس وقت پاکستان ایک نہایت نازک دور میں سے گزر رہا

(باقی ص ۸ پر)

درود میں حضرت ابراہیمؑ کا نام داخل کرنے کی حکمت

کما صلیت علیٰ ابراھیم کے الفاظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ارفع شان کا اظہار مقصود ہے

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے رتن باغ لاہور

میں نہیں کہہ سکتا کہ اس کی وجہ کیا ہے مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ مجھے بچپن سے ہی تمام گزشتہ نبیوں میں ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ سب سے زیادہ محبت رہی ہے۔ مگر چونکہ (فداہ نفسی) سرور کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت سب دوسری محبتوں پر غالب ہے۔ اور نہ صرف غالب ہے بلکہ اتنی غالب ہے۔ کہ کسی دوسرے نبی کی محبت کو آپ کی محبت سے کوئی نسبت ہی نہیں۔ اس لئے حضرت ابراہیم کی خاص محبت کے باوجود مجھے بچپن سے درود کا یہ فقرہ کہ کما صلیت علیٰ ابراھیم (یعنی اے خدا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اسی طرح برکتیں نازل کر جس طرح تو نے حضرت ابراہیم پر نازل کیں) کھٹکا کرتا تھا۔ اور میں خیال کیا کرتا تھا۔ کہ بظاہر ان الفاظ سے حضرت ابراہیم کی افضلیت ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ اس دعا میں حضرت ابراہیمؑ کی مثال کا حوالہ دینا یہی ظاہر کرتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کو کوئی ایسی خاص برکت حاصل ہے۔ جو ابھی تک ہمارے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل نہیں۔ اور اس خیال کی وجہ سے میں اکثر درود پڑھتے ہوئے بے چین ہو جایا کرتا تھا۔ کہ خدایا! یہ کیا بات ہے۔ کہ ہمارا نبی افضل الرسل اور سید ولد آدم ہے۔ اور پھر بھی درود میں یہ الفاظ داخل کئے گئے ہیں۔ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اسی طرح برکتیں نازل ہوں۔ جس طرح حضرت ابراہیمؑ پر نازل ہوئیں۔

آخر میں نے سوچ کر تشریح کا یہ راستہ نکالا۔ کہ حضرت ابراہیمؑ کی مثال دینے میں برکتوں کے درجہ کی طرف اشارہ کرنا مقصود نہیں۔ بلکہ صرف انکی نوعیت کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے۔ اور چونکہ حضرت ابراہیمؑ کو نسل کی کثرت کا غیر معمولی امتیاز حاصل ہوا ہے۔ اور ان کی نسل کو یہ خصوصیت بھی حاصل ہوئی ہے۔ کہ اس میں کثیر تعداد میں نبی پیدا ہوئے اس لئے میں خیال کرتا تھا۔ کہ شائد اسی وجہ سے حضرت ابراہیمؑ کی مثال بیان کر کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے درود والی دعا کی جاتی ہے۔ مگر پھر بھی میرا دل پوری طرح تسلی نہیں پاتا تھا۔ اور درود کے ان الفاظ پر پہونچکر کہ کما صلیت علیٰ ابراھیم مجھے ہمیشہ ایک اندرونی جھٹکا لگا کرتا تھا۔ اور میری روح ایک قسم کی ٹھوکر محسوس کرتی تھی۔ لیکن ساتھ ہی میرا دل اس یقین سے بھی پُر تھا۔ کہ یہ خدا کی سکھائی ہوئی دعا ہے۔ اور ضرور اس میں کوئی خاص حکمت مدنظر ہوگی۔ جو ممکن ہے کئی لوگوں پر ظاہر بھی ہو۔ اور انشاء اللہ مجھ پر بھی کسی دن ظاہر ہو جائے گی۔ آخر کچھ عرصہ ہوا خدا نے مجھے بھی اس کی حکمت پر آگاہ فرما دیا۔ اور اب مجھے خدا کے فضل سے اس تشریح پر جو میرے ذہن میں آئی ہے پوری تسلی ہے۔ میرا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ درود میں حضرت ابراہیمؑ کا نام شامل کرنے میں صرف وہی حکمت مدنظر ہو جو میرے خیال میں آئی ہے۔ خدا اور رسول کے کلام میں بھی بڑی وسعت ہوتی ہے۔ اور بسا اوقات ایک ہی وقت میں کئی کئی معنے مدنظر ہوتے ہیں اور ممکن ہے۔ کہ جو تشریح میرے ذہن میں آئی ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر کوئی اور حکمت درود میں مخفی ہو۔ مگر اب کم از کم مجھے اپنی جگہ یہ تسلی ضرور ہے۔ کہ جو معنے میرے خیال میں آئے ہیں۔ وہ خدا کے فضل سے نہ صرف درست ہیں۔ بلکہ میرے ذوق کے مطابق لطیف بھی ہیں واللہ اعلم بالصواب۔ میں یہ معنے دوستوں کی اطلاع کے لئے درج ذیل کرتا ہوں۔

دوستوں کو یہ تو علم ہی ہے اور دراصل یہ بات اسلامی تاریخ کا ایک مشہور و معروف واقعہ ہے جسے مسلمانوں کا بچہ بچہ جانتا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابراہیمؑ کی نسل سے ہیں۔ جو حضرت اسمٰعیل کے ذریعہ عرب میں آباد ہوئی۔ اور یہ کہ کعبہ کی تعمیر حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کے مبارک ہاتھوں سے ہی ہوئی تھی۔ جس کا ایک ایک پتھر ان مقدس باپ بیٹوں کی ہزاروں دعاؤں کے ساتھ رکھا گیا۔ اور انہوں نے اس موقعہ پر یہ دعا بھی کی۔ کہ ان کی نسل سے ہمیشہ خدا کے پاک بندے پیدا ہوتے رہیں۔ جن کی توجہ خدا کے دین کے لئے وقف ہو۔ اس موقعہ پر حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیلؑ نے وہ خاص الخاص دعا بھی کی۔ جس کے نتیجہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود باجود ظہور میں آیا۔ چنانچہ قرآن شریف اس تاریخی دعا کو ان زوردار الفاظ میں بیان فرماتا ہے:۔

ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم
یتلوا علیھم اٰیاتک ویعلمھم
الکتاب والحکمۃ ویزکیھم
انک انت العزیز الحکیم۔

"یعنی اے ہمارے رب تو ہماری اس نسل میں جو اب اس ملک میں پھیلے گی۔ اور تیرے اس مقدس گھر کے ارد گرد آباد ہوگی۔ ایک عالی شان رسول انہی میں سے مبعوث فرما۔ جو انہیں تیری مبارک آیات پڑھ کر سنائے۔ اور انہیں تیری کتاب کی تعلیم دے۔ اور پھر اس کتاب کے احکام کی حکمت بھی سکھائے۔ اور انہیں اپنے پاک نمونہ کی برکت سے ایک ترقی یافتہ زندگی عطا کرے۔ یقیناً تو بڑی شان والا اور بڑی حکمت والا خدا ہے۔"

اس دعا کے الفاظ بڑے بھاری فضائل پر مشتمل ہیں۔ مگر مجھے اس جگہ اس دعا کی تفسیر اور تشریح میں جانا مدنظر نہیں۔ بلکہ صرف یہ بتانا مقصود ہے۔ کہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیل نے کعبہ کی تعمیر کے وقت مکہ والوں میں ایک ایسے خاص نبی کی بعثت کی دعا کی تھی۔ جو اپنے روحانی اور علمی اور تربیتی پروگرام کے ساتھ بے مثل امتیاز کا مالک بننے والا تھا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث میں فرماتے ہیں۔ کہ میری بعثت اسی دعا کا نتیجہ ہے۔ چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہیں:۔

انا دعوۃ ابراھیم

"یعنی میں ابراہیم کی دعا کا ثمرہ ہوں۔"

اب گویا تین باتیں ہمارے ہاتھ میں ہیں۔ (اول) یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہیں (دوم) یہ کہ حضرت ابراہیمؑ نے کعبہ کی تعمیر کے وقت مکہ والوں میں ایک عظیم الشان رسول کی بعثت کی دعا کی تھی۔ (سوم) یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت اسی دعا کا نتیجہ تھی۔ اب اگر ہم ان تین باتوں کو مدنظر رکھ کر درود کے الفاظ پر غور کریں۔ تو بات بالکل صاف ہو جاتی ہے اور درود میں کما صلیت علےٰ ابراھیم یا کما بارکت علےٰ ابراھیم کے الفاظ نہ صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں کسی قسم کی کمی کے مظہر ثابت نہیں ہوتے۔ بلکہ حقیقتاً اس بات کا ثبوت مہیا کرتے ہیں۔ کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ارفع شان اور آپ کی امت کی غیر معمولی ترقیات کی طرف اشارہ کرنے کے لئے درود میں داخل کئے گئے ہیں۔ بات یہ ہے کہ یہ الفاظ کہ کما صلیت علےٰ ابراھیم (یعنی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اسی طرح کی برکتیں نازل فرما۔ جس طرح تو نے ابراہیمؑ پر نازل کیں) اس غرض کے لئے رکھے گئے ہیں کہ تا حضرت ابراہیمؑ کی اس خصوصیت کی طرف اشارہ کیا جائے۔ جو ان کی تعمیر کعبہ کے وقت کی دعا اور اس کے نتیجہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے تعلق رکھتی ہے۔ اور مقصد یہ ہے۔ کہ اے خدا! جس طرح تو نے ابراہیمؑ کی دعا سے ابراہیمؑ کی نسل میں ایک عظیم الشان نبی پیدا کیا۔ اسی طرح اب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں بھی غیر معمولی روحانی کمالات کا سلسلہ جاری رکھ۔ اس طرح درود میں ایک نہایت ہی لطیف اور مقدس دَور یعنی بائمس سرکل (Pious Circle) قائم کر دیا گیا ہے۔ اور خدا کے دامن رحمت کو اس دعا سے حرکت میں لایا گیا ہے۔ کہ اے خدا تو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اسی طرح کی خاص برکات نازل فرما۔ جس طرح تو نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ذریعہ ابراہیم علیہ السلام پر اپنی خاص برکات نازل فرمائیں۔ گویا کما صلیت علےٰ ابراھیم میں جو مثال دی گئی ہے۔ وہ بھی دراصل آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی ذات والا صفات سے تعلق رکھتی ہے۔ نہ کہ حضرت ابراہیمؑ سے۔ اور حضرت ابراہیمؑ کا نام صرف اس مثال کو واضح کرنے اور اس کی حقیقت کی طرف اشارہ کرنے کے لئے لایا گیا ہے۔ پس درود کے صحیح معنے یہ ہوئے کہ اے خدا تو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنی وہ خاص برکتیں نازل فرما۔ جو تو نے محمد رسول اللہ جیسے عالی شان نبی کی بعثت کے ذریعہ حضرت ابراہیمؑ پر نازل کیں۔ گویا چکر کھا کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات روحانی کی مثال خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہی لوٹ آئی۔ اور کما صلیت علیٰ ابراھیم کے الفاظ میں حضرت ابراہیم کی برتری یا فوقیت کا کوئی سوال نہ رہا۔ کیونکہ جیسا کہ میں نے اوپر تشریح کی ہے۔ دراصل محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے برکتوں کی دعا خود آپ کی اپنی ہی مثال دے کر مانگی گئی ہے۔ اور حضرت ابراہیمؑ کا نام صرف اس

مثال کی تشریح کے لئے لایا گیا ہے۔ اب دیکھو کہ یہ کیسا مبارک چکّر ہے جو درود میں قائم کیا گیا ہے گویا درود کی دعا کا خلاصہ یہ بنتا ہے کہ خدایا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بے مثل برکات آپ کی ذات تک ہی محدود ہو کر نہ رہ جائیں بلکہ ان کا سلسلہ قیامت تک وسیع ہوتا چلا جائے اور آپ کے روحانی اظلال دنیا میں ظاہر ہو کر ہمیشہ آپ کا نور اور روشنی پھیلاتے رہیں

اب صرف یہ سوال باقی رہ جاتا ہے۔ کہ یہ درود کی دعا پوری ہوئی یا نہیں اور اگر پوری ہوئی تو کس رنگ میں پوری ہوئی۔ سو اسکا سیدھا سادھا جواب یہ ہے کہ نہ صرف یہ کہ یہ دعا اپنی مکمل شان میں پوری ہوئی۔ بلکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی خدا کی طرف سے اسبابؐ کا علم دیا گیا تھا کہ ہماری سکھائی ہوئی درود کی دعا اس اس رنگ میں پوری ہو گی۔ چنانچہ اس دعا کی عام تجلّی تو یہ ہے کہ امت محمدیہ کو باکمال اولیاء اور عدیم المثال علماء کا غیر معمولی ورثہ عطا کیا گیا ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں کہ:-

علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل

"یعنی میری امت کے روحانی علماء (جن میں ہر صدی کے مجدد بھی شامل ہیں) اپنی شان اور روحانی کمالات میں بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہوں گے" پس یہ جو امت محمدیہ میں ہزاروں باکمال اولیاء اور ہزاروں خدا رسیدہ علماء گذرے ہیں جو اپنے اپنے زمانہ میں ظاہری علم کے ساتھ ساتھ خدائی کلام سے بھی مشرف ہوتے رہے ہیں اور جن سے سماءِ اسلام کا چپّہ چپّہ مزیّن نظر آتا ہے یہ سب اسی درود والی مبارک دعا کا کرشمہ ہیں۔

مگر اس عام روحانی ورثہ کے علاوہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے ایک ظلّ کامل اور بروز اتم کا بھی وعدہ تھا جس کی بعثت کو خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ قرار دیا گیا تھا جیسا کہ سورہ جمعہ کے الفاظ و آخرین منھم (یعنی آخری زمانہ میں خدا تعالےٰ محمد رسول اللہؐ کو ایک بروز کے ذریعہ دوبارہ مبعوث کرے گا) میں بتایا گیا ہے اور خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یدفن معی فی قبری (یعنی آنے والا مصلح اپنی وفات کے بعد اپنے روحانی مقام کے لحاظ سے میرے ساتھ ہی رکھا جائیگا۔) کے الفاظ میں اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ سو یہ وعدہ بھی حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے وجود میں پورا ہو گیا۔ گویا جس طرح حضرت ابراہیمؑ کی دعا کے نتیجہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اسی طرح کما صلیت علیٰ ابراھیم کی دعا کی تکمیل کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دوبارہ دنیا میں تشریف لے آئے۔ اور ابھی نہ معلوم قیامت تک آپ کے کتنے اور روحانی اظلال نے آسمان ہدایت پر طلوع کر کے درود والی دعا کو پورا کرنا ہے۔ اللھم صلی علیٰ محمد و علیٰ آل محمد و بارک و سلم۔

خلاصہ کلام یہ کہ درود میں حضرت ابراہیم کی مثال بیان کرنے سے حضرت ابراہیم کے کسی ذاتی کمال کی طرف اشارہ کرنا مقصود نہیں۔ بلکہ حضرت ابراہیمؑ کی اس دعا کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے جسکے نتیجہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود ظہور میں آیا اور غرض یہ ہے کہ جس طرح حضرت ابراہیم کی دعا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بابرکت وجود پیدا ہوا۔ اسی طرح اب اے خدا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں آپ کے روحانی اظلال کا سلسلہ بھی تا قیامت جاری رہے۔ اور اس ذریعہ سے ایک ایسا مقدس نور قائم ہو جائے جو تیرے آخری نور کے ذریعہ دنیا میں ہمیشہ اجالا رکھے۔ اس نکتہ کے حل ہونے کے بعد میری روح کما صلیت علیٰ ابراھیم کے الفاظ پر ٹھٹکنے اور جھٹکا کھانے کی بجائے ایک خاص قسم کے روحانی سرور اور ایک خاص قسم کی روحانی لذت کی حالت میں تسبیح کرتی ہوئی آگے نکل جاتی ہے۔ اور ان چمکتے ہوئے آسمانی ستاروں اور اس درخشاں ظلی شمس و قمر کا نظارہ کرنے میں جن سے آج فضاءِ اسلام مزیّن ہے۔ ایک ایسا لطف محسوس کرتی ہے جو اس سے پہلے کبھی میسر نہیں آیا تھا۔ اللھم صل علیٰ محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم و بارک و سلم۔ اللھم صل علیٰ محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم و بارک و سلم اللھم صل علیٰ محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم و بارک و سلم۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ

دوستو! قادیان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھو

یہ رمضان کا مبارک مہینہ ہے۔ اور دعاؤں کی قبولیت کے خاص دن ہیں۔ دوستوں کو چاہیئے کہ ان ایام میں قادیان کی بحالی کے لئے بھی خصوصیت کے ساتھ دعائیں کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ ہمارا پیارا مرکز ہمیں جلد تر واپس دلا دے اور ایسی صورت میں واپس دلائے کہ ہم اپنے جماعتی پروگرام کو پوری طرح آزادی کے ساتھ بلا روک ٹوک جاری رکھ سکیں۔ ورنہ اس کے بغیر محض نام کی بحالی چنداں مفید نہیں ہو سکتی ؛

(خاکسار:- مرزا بشیر احمد آف قادیان رتن باغ لاہور)

ہم نے مسیح موعود علیہ السلام کو کیوں مانا؟

ایک غیر احمدی دوست کے خط کے جواب میں

از مکرم فضل کریم خاں صاحب محمد نگر میو روڈ لاہور

السلام علیٰ من اتّبع الھدیٰ۔ مکرمی آپ کا خط پڑھ کر خوشی ہوئی کہ آپ نے تحقیق حق کے لئے مؤمنانہ قدم اٹھایا ہے۔ اور اپنے سوالات کو پیش کر دیا ہے۔ آپ کے سوالات کے جوابات عرض کرنے سے پیشتر میں یہ ظاہر کر دینا مناسب خیال کرتا ہوں کہ ہم اسلام کے تمام اصولوں اور قرآن پاک کے تمام احکام کو من وعن مانتے ہیں اور خدا اور اس کے رسولؐ کے کسی ایک حکم کو ٹالنا بھی ایمان کے ضائع کرنے کا باعث خیال کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کوئی نئے احکام لے کر نہیں آئے اور نہ ہی کسی نئی شریعت کے بانی ہیں۔ بلکہ حضور کی بعثت کی غرض تجدید اسلام ہے۔ اور مسلمانوں کو جو اسلامی عقائد اور اعمال کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ دوبارہ صحیح عقائد اور اعمال پر عمل پیرا کرنا ہے۔ مثلاً آج کل مسلمان باوجود قرآن میں حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق پڑھنے کے کہ وہ صرف بنی اسرائیل کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تھے یہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ آسمان سے اتریں گے۔ اور مسلمانوں کی اصلاح کریں گے۔ اور کافروں کو تباہ کریں گے۔ حالانکہ قرآن کریم صاف فرماتا ہے کہ وہ بنی اسرائیل کا رسول ہے رسولاً الیٰ بنی اسرائیل۔ پس حضرت مسیح ناصری کے امت محمدیہ کی اصلاح کیلئے آنے سے قرآن کریم کا یہ قول غلط ثابت ہوتا ہے۔ اس لئے ہم اس بات کے قائل نہیں کہ مسیح اسرائیلی دوبارہ آئیں گے۔ بلکہ ہم ان کو دیگر انبیاء کی طرح فوت شدہ تسلیم کرتے ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن کریم میں تقدم و تاخر جائز ہے۔ ہم اس کے خلاف یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ خداوند علیم و خبیر نے جس طرح آیات نازل فرمائی ہیں۔ اسی طرح صحیح ہیں۔ اور ان کے الفاظ کو آگے پیچھے کرنے سے مضامین کا تسلسل اور ان کی لطافت تباہ و برباد ہو جاتی ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کا یہ بھی عقیدہ ہے۔ کہ قرآن کریم کی بعض آیات منسوخ ہیں۔ بعض نے تو ان منسوخ شدہ آیات کی تعداد پانچ سو تک پہنچائی ہے لیکن ہم اس عقیدہ کو بھی غلط سمجھتے ہیں۔ اور یقین رکھتے ہیں کہ قرآن کریم کا ایک نقطہ بھی منسوخ نہیں یہ چند باتیں نمونہ کے طور پر لکھی گئی ہیں۔ اب آپ کے سوالات کے مختصر جواب لکھے جاتے ہیں:-

ہم حضرت مرزا صاحب پر اس لئے ایمان نہیں لائے۔ کہ ہم قرآن کریم سے باہر جائیں۔ بلکہ اس لئے کہ حضور پر ایمان لانا عین قرآن کریم کے احکام اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہے۔ قرآن کریم میں بیسیوں جگہ خدا تعالےٰ مومنوں کی یہ تعریف بتاتا ہے کہ وہ رسولوں پر ایمان لاتے ہیں۔ جیسے فرماتا ہے۔ والذین یؤمنون باللہ و رسلہ۔ یعنی مومن وہ ہیں جو خدا اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں اور ویسے بھی تمام رسولوں پر ایمان لانا اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے۔ جیسے ہر مومن کے لئے امنت باللہ و ملائکتہ و کتبہ و رسلہ (یعنی میں اللہ اور اس کے فرشتوں کتابوں اور رسولوں پر ایمان لاتا ہوں) کہنا ضروری ہے۔ اور تمام مسلمانوں کا یہ مسلمہ عقیدہ ہے کہ جو شخص کسی ایک کا بھی انکار کرتا ہے وہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ پس جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ ہر رسول پر ایمان لانا ضروری ہے۔ قرآن کی طرف سے بھی اور حدیث کی رو سے بھی اور مسلمانوں کے مسلمات کی رو سے بھی تو اب یہ دیکھنا ہے کہ کیا رسول پاک کے بعد کوئی رسول آ سکتا ہے اگر آ سکتا ہے تو جو شخص دعوےٰ کرے اور نبوت کے معیار اس پر صادق آئیں تو ہمیں اس کو ضرور قبول کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ہر رسول کا ماننا ضروری ہے۔ چونکہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپؐ کی شریعت قیامت تک ہے۔ اور کسی اور کتاب کی قیامت تک ضرورت نہیں اس لئے یہ تو نہیں ہو سکتا کہ کوئی ایسا رسول آئے جو نئی شریعت لائے اور شریعت محمدیہ کو منسوخ کر دے اور نہ کوئی ایسا رسول ہی آ سکتا ہے۔ جو اپنی نبوت کے لئے محمدی نبوت کی تصدیق کی مہر نہیں رکھتا۔ بلکہ خود بخود براہ راست بغیر رسول پاک کے فیضان کے نبی بن چکا ہے۔ جیسا کہ مسلمان غلطی سے سمجھتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام اسرائیلی آئیں گے۔ کیونکہ اس سے حضرت رسول کریمؐ کا خاتم النبیین ہونا غلط ثابت ہوتا ہے۔ ہاں ایسا نبی اور رسول جس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر صداقت لگی ہو اور حضور کی برکت اور فیض سے اس کو نبوت کا بلند مقام ملا ہو۔ اور اس کی بعثت کی غرض اسلام کو قائم کرنا اور اسی کی مضبوطی ہو ایسا نبی خاتم النبیین کے معنوں کے خلاف نہیں کیونکہ اس سے حضور

کی شان بلند ہوتی ہے کہ آپ ایسا شان کے نبی ہیں کہ آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری اور آپ کی شاگردی اور تابعداری سے بھی نبوت کا بلند مقام ملتا ہے۔ پہلے نبیوں کی قوت قدسیہ سے صالح شہید اور صدیق کے مقامات ملتے تھے۔ لیکن حضرت رسول پاک چونکہ نبیوں کے سردار تھے۔ اس لئے آپ کی فرمانبرداری اور شاگردی میں نبوت کا بلند مقام بھی ملجاتا ہے۔ پس اس سے آپ کی شان بڑھتی ہے۔ کیونکہ شاگرد کی ترقی استاد کی قابلیت پر دلالت کرتی ہے۔ باقی رہا یہ امر کہ کیا قرآن کریم سے یہ ثابت ہے کہ آئندہ اس قسم کا کوئی نبی آسکتا ہے۔ تو اس کے متعلق عرض ہے کہ قرآن کریم کے متعدد مقامات سے اجرائے نبوت یا امکان نبوت ثابت ہے۔ مثال کے طور پر ایک دلیل لکھی جاتی ہے۔ قرآن کریم کی سب سے پہلی سورت یعنی سورۃ فاتحہ میں جس کو ہم نماز کی ہر رکعت میں پڑھتے ہیں۔ خدا تعالےٰ نے ہمیں یہ دعا سکھلائی ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کہ اے خدا ہمیں سیدھے رستے کی ہدایت دے ان لوگوں کی راہ کی جن پر تیرا انعام ہوا۔ اور دیکھیں کہ یہ نعمت اور انعام کیا چیز ہے قرآن کریم سے ہی ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ نبوت اور بادشاہت دو خدا کے انعام ہیں پارہ ۶ رکوع ۸ میں آیا ہے کہ یاد کرو اللہ کی نعمت جب کہ اس نے نبی اور بادشاہ بنایا۔ اذکروا نعمت اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا۔ یعنی جب حضرت موسےٰ نے اپنی قوم کو کہا اے میری قوم اللہ کی اس نعمت کو جو تم پر ہوئی یاد کرو۔ جب اس نے تم میں نبی بنائے اور تم کو بادشاہ بنایا۔

پس جب ہم مسلمان خدا کے حکم سے یہ دعا صبح و شام ہر روز مانگتے ہیں اور خدا نے فرمایا ہے کہ یہ دعا مانگو تو معلوم ہوا کہ یہ دو انعام ہمیں ملیں گے۔ ورنہ خدا کا حکم دینا کہ دعا مجھ سے مانگو ایک باطل فعل ٹھیرتا ہے۔ اگر اس نے ہمیں بادشاہ اور نبی نہیں بنانا تھا۔ تو حکم دینے کے معنے ہی کیا ہوئے۔ کیا خدا ہم سے ایک عبث فعل کرانا چاہتا ہے۔ لیکن ایسا ہرگز نہیں۔ چنانچہ مسلمانوں کو بادشاہت کا انعام بھی ملا اور نبوت کا بھی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مرزا غلام احمد صاحب کی ذات بابرکات میں پورا ہوا۔

آپ نے آیت الیوم اکملت لکم دینکم تحریر فرمائی ہے۔ یعنی خدا نے دین کو کامل کر دیا ہے۔ اسواسطے نبوت بند ہو گئی۔ اب کوئی شخص مقام نبوت حاصل نہیں کر سکتا۔ میرے محترم اگر آپ غور سے دیکھینگے۔ تو آپ پر روز روشن کی طرح واضح ہو جائیگا کہ اس آیت سے نبوت بند نہیں ہوتی۔ بلکہ جاری ہوتی ہے۔ کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ کوئی مذہب کس لئے قبول کیا جاتا ہے۔ اس لئے کہ خدا تعالےٰ کے ساتھ کامل تعلق پیدا ہو۔ اور اس کی خوشنودی حاصل ہو۔ اب اس تعلق باللہ اور خوشنودی کے بھی کئی درجات ہیں قرآن کریم میں چار درجے بیان ہوئے ہیں۔ پہلا درجہ صالحین کا ہے۔ دوسرا الشہداء کا۔ تیسرا صدیقوں کا اور چوتھا جو سب سے بڑا ہے نبیوں کا اس زمانہ میں ہر مذہب والا دعوےٰ کرتا ہے کہ ہمارا مذہب قبول کرنے کے لائق ہے اور یہ کہ ان کے مذہب کو قبول کرنے سے خدا ملتا ہے۔ لیکن جب ان کو عملاً دیکھا جاوے تو سب فیل ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ اعلےٰ درجے کا تعلق باللہ اور اعلےٰ مدارج روحانیہ تک پہنچانے سے قاصر ہیں۔ جن سے سچے مذہب کی شناخت ہوتی ہے۔ پس مذہب کے کامل ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اس کی غرض سب سے زیادہ پوری ہو۔ جتنا کوئی مذہب زیادہ کمال کو پہنچا ہوا ہوگا۔ اتنا ہی اس میں یہ درجے زیادہ شان سے ملیں گے۔ اب اسلام نے کامل مذہب ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ پس اگر اس میں رہ کر اور اس کی تعلیم پر عمل کر کے چاروں روحانی درجے نہیں ملتے تو اسلام کا کمال کیسے ثابت ہوگا؟

دوسرے مذہب تو کامل نہیں تھے۔ اس لئے ان کے پیروؤں نے صدیقیت سے بڑا درجہ مذہب کی پیروی سے حاصل نہیں کیا تھا۔ لیکن اسلام چونکہ کامل مذہب ہے۔ اس لئے اس سے سب سے بڑا درجہ یعنی نبوت کا درجہ بھی مل گیا۔ اور حضرت مرزا صاحب نے اسلام کی کامل تابعداری کی اور دن رات اسلام کی خدمت اور عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے تو خدا تعالےٰ نے آپ کو اپنے فضل سے یہ بلند مقام دیدیا۔

مرزا صاحب کی صداقت کے لئے سینکڑوں دلائل ہیں۔ جو اس مختصر عریضہ میں نہیں لکھے جاسکتے انشاء اللہ آئندہ کسی فرصت میں شاید لکھ سکوں سردست آپ کے لئے وہ تمام نشانات پورے ہوئے جن کا ذکر قرآن۔ احادیث اور بزرگان دین کے اقوال میں آیا ہے۔ آپ صدی کے سر پر آئے۔ پس ہم نے حضرت مرزا صاحب کو اس لئے مانا ہے کہ حدیث شریف میں آتا ہے۔ کہ جو شخص اس حالت میں مر جائے کہ اپنے وقت کے امام کو شناخت نہ کرے۔ تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوتی ہے۔ پس ہم نے خدا اور اس کے پاک رسول کے حکم کے مطابق حضرت مرزا صاحب کو مانا ہے اور ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس سنجیدہ مسئلہ کو سمجھے اور غور کرے۔ وقت کے لحاظ سے مختصر طور پر آپ کی باتوں کا جواب لکھا گیا ہے۔ جو بات آپ مزید پوچھنا چاہیں بیشک تحریر فرمائیں۔ علاوہ ازیں گذارش ہے کہ آپ نے ہزاروں نبیوں کو مانا ہے۔ پس جس دلیل سے آپ نے ان کو قبول کیا ہے۔ آپ وہ تحریر فرمادیں انشاء اللہ اسی دلیل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت آپ پر واضح کر دی جائیگی۔ خدا تعالےٰ ہمیں اپنی رضا کے رستوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(آپکا خیر اندیش ملک فضل کریم خاں از محمد نگر میورو ڈلاہور)

چندہ تحریک جدید میں تشویشناک کمی

عہدیداران جماعت کی خدمت میں ایک نہایت ضروری گذارش

(از قریشی عبدالرشید صاحب نائب وکیل المال تحریک جدید)

تحریک جدید کے سال رواں کے اعلان کو اسوقت آٹھ ماہ گذر چکے ہیں۔ اس عرصہ میں وقت کی مناسبت کے لحاظ سے اور سابقہ عمل کے لحاظ سے وعدوں کی وصولی تین چوتھائی یعنی کم از کم ۷۵ فیصدی ہو جانی چاہیئے تھی۔ لیکن امسال یہ وصولی اس قدر گر چکی ہے کہ اسوقت وعدوں کا صرف ایک تہائی یعنی ۳۳ فیصدی وصول ہوا ہے اور یہ صورت حال نہایت ہی تشویش کا موجب بن رہی ہے۔ دوستوں کو معلوم ہے کہ بیرونی مشنوں کے اخراجات کی ذمہ داری تحریک جدید پر ہے اور بیرونی ممالک میں مالی تنگی جس پریشانی کا موجب بن سکتی ہے وہ بھی دوستوں سے پوشیدہ نہیں۔ جنگ کے بادل چھا رہے ہیں اور معلوم نہیں کہ حالات کس وقت پلٹا کھا جائیں۔ مومن کا کام دور اندیشی اور فراست سے کام لینا ہے۔ بین الاقوامی کشیدہ تعلقات کے پیش نظر نہایت ضروری ہے کہ ہم اپنے بیرونی مشنوں کے پاس زیادہ سے زیادہ رقوم بھجوا دیں۔ جس سے وہ ایسے دنوں میں بخوبی کام کو چلا سکیں جب مرکز سے روپیہ بھجوانا ممکن نہ رہے لیکن اسباب کا انحصار احباب جماعت کے وعدوں کی جلد ادائیگی پر منحصر ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ احباب جماعت کو اس سال نہایت ناساعد حالات سے گزرنا پڑا ہے۔ اور ان پر غیر معمولی بوجھ پڑا ہے لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ سلسلہ کے اخراجات کی ذمہ داری اول نمبر پر ہے۔ تبلیغ ایک اہم فریضہ ہے۔ اور مسلمانوں کی مشکلات کا واحد حل تبلیغ ہی ہے۔ لیکن دوسرے مسلمان تو اس فریضہ سے غافل ہیں۔ جماعت احمدیہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس کام کے لئے مامور ہے۔ بڑی بڑی مسلمان سلطنتیں اور ریاستیں اس کار خیر کی توفیق نہیں پا سکیں۔ جسکا بیڑا اس چھوٹی سی اور قلیل جماعت نے اٹھایا ہے۔ ہم نے خدا تعالےٰ کے موعود کے ہاتھ پر اس بات کا عہد کیا ہے۔ کہ ہم حق کو دنیا میں آشکار کر کے چھوڑیں گے۔ اس لئے ہمارے راستے میں خواہ کس قدر مشکلات ہوں۔ ہم نے بہر صورت اس کام کو جاری رکھنا ہے۔ اور ہر قسم کی جانی اور مالی قربانی سے خدا تعالےٰ کی طرف سے عائد کردہ ذمہ داری کو ادا کرنا ہے۔ اس لئے دوستوں کو اپنی اس عظیم الشان ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے اور بیرونی مشنوں کی مالی تنگی کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے وعدوں کو جلد سے جلد ادا کر کے اس کمی کو زیادتی میں بدل دینا چاہیئے ذیل میں دفتر دوم سال چہارم کے وعدوں کی وصولی کے متعلق بعض بڑی بڑی جماعتوں کی ۸ ماہ کی جدوجہد اور کوشش کا گوشوارہ شائع کیا جاتا ہے۔ جس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اکثر جماعتوں کے عہدیداران کی طرف سے اس کمی کو زیادتی میں بدلنے کے لئے کس قدر غیر معمولی جدوجہد کی ضرورت ہے۔

(ا) وہ جماعتیں جنکی طرف سے ۶۰ فیصدی یا اسے اوپر وصولی ہو چکی ہے۔

۱۔ سیالکوٹ = ۶۲ فیصدی
۲۔ سرگودھا = ۷۷ ״
۳۔ مردان = ۸۰ ״
۴۔ راولپنڈی حلقہ ۴ = ۶۰ ״
۵۔ سلطانپورہ لاہور = ۷۷ ״
۶۔ سکندر آباد دکن = ۹۹ ״

(ب) وہ جماعتیں جن کی طرف سے ۳۰ فیصدی اور ۶۰ فیصدی کے اندر وصولی ہے

۱۔ شیخوپورہ = ۴۸ فیصدی
۲۔ جہلم = ۳۳ ״
۳۔ نوشہرہ = ۳۵ ״
۴۔ منٹگمری = ۳۶ ״
۵۔ کوئٹہ = ۴۰ ״
۶۔ راولپنڈی حلقہ ۲ = ۴۶ ״
۷۔ بھاٹی گیٹ لاہور = ۵۰ فیصدی
۸۔ اسلامیہ پارک لاہور = ۴۰ ״
۹۔ لاہور چھاؤنی = ۵۶ ״
۱۰۔ لجنہ اماء اللہ کراچی = ۵۰ ״

(ج) وہ جماعتیں جن کی طرف سے ۳۰ فی صدی سے کم وصولی ہے۔

۱۔ گوجرانوالہ = ۱۴ فیصدی
۲۔ لائلپور = ۲۰ ״
۳۔ جھنگ = ۱۴ ״
۴۔ گجرات = ۱۴ ״
۵۔ کیمبلپور = ۶ ״
۶۔ ڈیرہ غازیخاں = ۶ ״
۷۔ پشاور = ۲۲ ״
۸۔ ملتان = ۵ ״
۹۔ حلقہ ۱ راولپنڈی = ۲۹ ״
۱۰۔ حلقہ ۳ راولپنڈی = ۲۴ فیصدی
۱۱۔ محمد نگر لاہور = ۲۳ ״
۱۲۔ نیلہ گنبد = ۲۰ ״
۱۳۔ دہلی دروازہ لاہور = ۷ ״
۱۴۔ مصری شاہ لاہور = ×
۱۵۔ کراچی = ۲۱ ״
۱۶۔ کلکتہ = ×
۱۷۔ ایبٹ آباد = ۱۰ ״

امید ہے سکرٹریان مال اس کام کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ دیکر اس کمی کو زیادتی سے بدل دیں گی۔

(نائب وکیل المال تحریک جدید)

کیا عورتوں پر جمعہ فرض ہے؟

(از مکرم جناب عبد اللطیف صاحب معلم الوقفین)

مکرم ملک سیف الرحمن صاحب کا مضمون عنوان بالا سے الفضل ۱۳ جولائی میں شائع ہوا جس میں موصوف نے فریضہ جمعہ کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے اس خیال کا اظہار فرمایا ہے۔ کہ مردوں کی طرح عورتوں پر بھی جمعہ فرض ہے۔ یہ مضمون درحقیقت ایک نفسیاتی جذبہ کے ماتحت لکھا گیا ہے۔ عام طور پر مسلمانوں میں عورتوں کے متعلق تفریط کا پہلو لئے ہوئے یہ غلط خیال پیدا ہو گیا ہے کہ ان کی شمولیت جمعہ میں مستحسن سمجھنا تو کجا مباح تک رکھنا گوارا نہیں بلکہ اسے شرعی نگاہ سے ناپسندیدہ اور ممنوع سمجھ لیا گیا ہے۔ اور جمعہ کو ان اجتماعی مجالس پر قیاس کر لیا گیا جن میں مردوں کی شرکت ہوتی ہے۔ چونکہ ایسی مجالس میں عورتوں کا جانا ممنوع ہے۔ اس لئے جمعہ میں بھی ان کا شامل ہونا معیوب قرار دیا گیا۔ اس طرح اگرچہ زبان قال سے تو نہیں۔ مگر زبان حال سے گویا جمعہ کو عورتوں کے حق میں شجرۂ ممنوعہ قرار دیا گیا۔ پس ملک صاحب نے اس غلط عقیدہ پر ضرب لگانے اور ان کے تساہل عمل پر تنبیہ کی خاطر قلم اٹھایا ہے۔ ان کا یہ جذبہ قابل قدر اور مستحق ستائش ہے۔ جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ مگر اس بارہ میں موصوف سے کچھ لغزش بھی ہو گئی ہے اور روانی قلم کے زور میں بجائے مسلک اعتدال پر قائم رہنے کے ذرا قدم آگے بڑھا لیا۔ اس طرح غیر شعوری طور پر لوگوں کی تفریط کے مقابل ان کا افراط کی طرف میلان ہو گیا جس کے نتیجہ میں آخر انہیں ایک صحیح حدیث کو جو نص قرآنی کے مطابق اور درحقیقت اس کی شرح اور تفسیر تھی ضعیف قرار دے کر نظر انداز کرنا پڑا۔ اور پھر اپنے نظریے کی صحت کی خاطر تضعیف حدیث کے لئے ایک مصنف صاحب ہدایۃ المجتہد کے قول کی آڑ لینی پڑی حالانکہ اس نے کہہ دینے سے کہ "والحدیث لم یصح عند اکثر العلماء" فی الحقیقت حدیث ضعیف نہیں کہلا سکتی جب تک ان علماء کا نام نہ بتایا جائے جو اس کی تضعیف کے قائل ہیں اور کن دلائل کی بناء پر۔ جب تک ان دلائل کی تفصیل نہ دی جائے جو اس کی تضعیف کا باعث ہیں استدلال تام نہیں کہلا سکتا۔ بغیر ان مراحل کے طے کرنے کے محض ایک جملہ کو استشہاد میں پیش کر دینا کیونکر قابل قبول ہو سکتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ حدیث طارق صحیح ہے اور طارق بن شہاب صحابی ہیں جن کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات تو ثابت ہے مگر حدیث کا سماع ثابت نہیں۔ پس زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے اور مرسل صحابی کے متعلق جمہور ائمہ کا مسلک یہ ہے کہ وہ حجت ہے۔

قال العراقی "فاذا ثبتت صحبتہ فالحدیث صحیح وغایتہ ان یکون مرسلاً ومرسل الصحابی حجۃ عند الجمہور"۔

یہ تو علی سبیل التنزل ہے۔ مگر خاکسار کی تحقیق یہ ہے کہ یہ حدیث محض مرسل ہی نہیں بلکہ مرفوع متصل ہے۔ طارق اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ایک اور صحابی کا واسطہ موجود ہے جو ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ چنانچہ علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی تلخیص الحبیر میں لکھتے ہیں "رواہ الحاکم من حدیث الطارق ھذا عن ابی موسیٰ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصححہ غیر واحد"۔ کہ اس حدیث کو حاکم نے اس طرح روایت کیا ہے کہ طارق ابو موسیٰ سے اور ابو موسیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ اور اس حدیث کو بہت سے علماء نے صحیح کہا ہے (التلخیص الحبیر صفحہ ۱۳۱ ج ۱)

یہ حدیث طارق رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے علاوہ چند ایک اور صحابہ سے بھی مروی ہے جو درج ذیل ہیں:۔

(دوسری حدیث) عن ابی ھریرۃ مرفوعاً خمسۃ لا جمعۃ علیھم المرأۃ والمسافر والعبد والصبی واھل البادیۃ اخرجہ الطبرانی فی الاوسط۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے یعنی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ پانچ شخصوں پر جمعہ فرض نہیں۔ عورت اور مسافر اور غلام اور لڑکا اور جنگل میں رہنے والا۔ اس حدیث کو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے۔

اس حدیث کے مطابق شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رضی اللہ عنہ حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں۔ "روی من طرق شتی یقوی بعضھا بعضاً" کہ یہ حدیث چند مختلف طریقوں سے مروی ہے جو ایک دوسرے کو تقویت دیتے ہیں۔

(تیسری حدیث) عن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فعلیہ الجمعۃ الا مریض او مسافر او امرأۃ او صبی او مملوک اخرجہ الدار قطنی والبیہقی۔

حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس پر جمعہ فرض ہے سوائے مریض یا مسافر یا عورت یا لڑکے یا مملوک کے۔ اس حدیث کو دار قطنی اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔ (دیکھو التلخیص الحبیر)

(چوتھی حدیث) عن ام عطیۃ قالت نُھینا عن اتباع الجنازۃ ولا جمعۃ علینا اخرجہ ابن خزیمہ (تلخیص الحبیر) حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمیں جنازہ کے ساتھ جانے سے منع کیا گیا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ ہم پر جمعہ فرض نہیں۔ اس حدیث کو ابن خزیمہ نے روایت کیا ہے۔

(پانچویں چھٹی اور ساتویں حدیث) ان چار صحابہ کے علاوہ تین اور صحابہ سے بھی اس قسم کی روایت مروی ہیں۔ چنانچہ حافظ ابن حجر اپنی کتاب التلخیص الحبیر میں فرماتے ہیں "وفی الباب عن تمیم الداری وابن عمر ومولی لآل الزبیر رواہ البیہقی" کہ اس بارہ میں تمیم داری اور ابن عمر اور مولیٰ آل زبیر سے بھی روایتیں مروی ہیں جن کو بیہقی نے روایت کیا ہے۔ افسوس کہ باوجود تلاش کرنے کے کتاب بیہقی نہیں مل سکی۔ اس لئے الفاظ روایت ناظرین کے سامنے پیش کرنے سے معذور رہیں۔

پس اس قدر متعدد صحابہ سے مروی احادیث کو محض ایک شخص کے قول کی خاطر نظر انداز کر دینا ایک خطرناک غلطی ہے۔ دوسری بات جو ملک صاحب نے بیان فرمائی۔ یعنی فقہاء امت کے اجماع کا تذکرہ کر کے اس کے معارضہ میں شیخ عبد الوہاب شعرانی رحمہ اللہ کی تصنیف المیزان الکبریٰ سے بعض ان علماء کے اقوال پیش کئے جو اس اجماعی رائے کے خلاف ہیں۔ اسے اگرچہ اپنے مسلک کی تائید کے لئے گویا ایک مزید دلیل سمجھا گیا مگر حقیقت یہ ہے کہ فقہی مسائل میں ائمہ کا ایسا اجماع تو شاید کہیں بھی نہیں ملے گا۔ جس میں بغیر کسی قسم کے اختلاف کے سب کے سب متفق ہوں الا ماشاء اللہ اس بناء پر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اس قسم کے اجماع کے قائل ہی نہیں اور بعض کا مسلک یہ ہے کہ صرف عہد صحابہ میں ہی اجماع کا امکان تھا اور وہی اجماع حجت ہے مگر بعد کا نہیں مسئلہ اجماع پر جب فلسفیانہ اصول پر اہل فن کے مباحث ہوئے تو اس پر خدشات و اعتراضات کی اس قدر بھرمار ہوئی کہ جان چھڑانی مشکل ہو گئی۔ آخر متاخرین اصولیین نے ان اعتراضات سے بچنے کی خاطر اجماع کے مختلف اقسام قرار دے کر اجماع بسیط و اجماع مرکب کی اصطلاحیں گھڑ لیں۔ پھر آگے ان کے اقسام بلکہ اقسام در اقسام بنا دیئے یہ تنوع آراء اور اختلافات دراصل اس وقت کی پیداوار ہیں جب کہ اجماع کی صحیح حقیقت لوگوں کی نظر سے اوجھل ہو گئی۔ ان کے سامنے وہ امور اور حالات نہیں تھے جو انعقاد اجماع کے محرک اور اس کے ذرائع اور وسائل تھے۔ اس لئے اصل حقیقت فسانہ بن کر رہ گئی یہاں تک کہ بعض ان مقدس نفوس نے جن کو اللہ تعالیٰ نے خلعت مجددیت عطا فرما کر اغلاط دینی کی اصلاح کے لئے مامور فرمایا تھا اس حقیقت کی نقاب کشائی فرمائی چنانچہ بارھویں صدی کے مجدد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جو اس خطہ سندھ میں اس خدمت پر مامور ہوئے تھے۔ اس کی حقیقت کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا "ومعنی اجماع کہ بر زبان علماء شنیدہ باشی این نیست کہ ہمہ مجتہدین لا یشذ فرد در عصر واحد بر مسئلہ اتفاق کنند زیرا کہ این صورتیست غیر واقع بل غیر ممکن عادی بلکہ معنی اجماع حکم خلیفہ است بچیزے بعد مشاورت ذوی الرای یا بغیر آن و نفاذ آن حکم تا آنکہ شائع شدہ در عالم متمکن گشت۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین (الحدیث)

اجماع کا نام جو آپ نے علماء کی زبان سے سنا ہوگا اس کا یہ مطلب نہیں کہ تمام مجتہد ایک وقت میں کسی مسئلہ پر اتفاق کر لیں یہاں تک کہ کوئی فرد بھی ان سے باہر نہ رہے۔ کیونکہ یہ صورت تو کبھی وقوع پذیر نہیں ہوتی بلکہ عادۃً غیر ممکن ہے۔ ہاں اجماع کا مطلب یہ ہے کہ خلیفۂ وقت اصحاب الرائے سے مشورہ لینے کے بعد یا بغیر مشورہ کسی چیز کا حکم دے۔ اور اس حکم کا نفاذ کرائے یہاں تک کہ وہ لوگوں میں شائع ہو کر عالم میں مضبوط مقام حاصل کرے۔ اس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین تم پر میرے طریقہ اور میرے خلفاء راشدین کے طریقہ کی پیروی لازم ہے (ازالۃ الخفاء صفحہ ۲۵ ج ۱)

پس یہ ہے وہ اجماع جو حجج شرعیہ میں سے ہے جس کی اتباع سنت نبوی کی طرح واجب ہے۔ اس کے سوا اگر کہیں اور اجماع ہے بھی جس کا وجود محض فرضی ہے۔ تو اس کی خلاف ورزی کوئی معیوب نہیں۔ پس علماء کے ان مختلف اقوال آراء کو اجماع کے مقابل قرار دے کر اس سے ضعف اجماع کا استدلال کرنا کہاں تک درست ہے اس زمانہ میں جب اجماع ہی نہیں تھا پھر مقابلہ کیسے۔ یہ اقوال تو اس دور کے ہیں جبکہ نظام خلافت کا شیرازہ منتشر ہو چکا تھا۔ امت مسلمہ کے اجتماعی نظام کو قائم کرنے والی قوت اور جمعیت ملیہ کے اعضائے مختلفہ کو ایک متحدہ عصبی نظام میں منسلک کرنے والی روح مدبرہ یعنی تمام امت کے لئے ایک واجب الاطاعت امام اور خلیفہ کا وجود سامنے نہیں رہا تھا۔ اس وقت علماء دین انفرادی طور پر اپنے اپنے رنگ میں دینی خدمات میں لگے ہوئے تھے اور اپنی اپنی استعداد ذہنی اور خداداد ملکہ فطرت کے مطابق اپنے علم و اجتہاد سے کام لے کر دینی مسائل میں سہولت امت کی خاطر حسب ارشاد نبوی اختلاف امتی رحمۃ نئے نئے نظریئے قائم فرما رہے تھے ان کی یہ مساعی جمیلہ امت کے لئے قابل فخر اور مستحق ستائش ہیں۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ ان کے اجتہادات خواہ صحیح ہوں یا خطاء۔ یقیناً دربار الٰہی میں مقبول اور موجب اجر ہیں مگر باوجود اس کے ان کو وہ درجہ نہیں دیا جا سکتا کہ اجماع جیسی ایک حجۃ دینی کے مقابل میں پیش کیا جا سکے یہاں اجتہادات و آراء علماء کے شیوع کے لئے بھی ایک دور تھا جو خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے دو دوروں کا درمیانی عرصہ تھا۔ اس دور کے اختتام کا زمانہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری سے وابستہ تھا۔ آج جبکہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے وعدہ ثم تکون الخلافۃ علیٰ منہاج النبوۃ کے مطابق نظام خلافت کو دوبارہ قائم فرمایا۔ اب منہاج نبوت والی خلافت ہمارے سامنے ہے۔ متشتت و منتشر امت کے افراد مرکز وحدت پر جمع ہیں۔ ہمارا ایک واجب الاطاعت امام و خلیفہ موجود ہے۔ جس کی آواز کے سامنے تمام آوازیں

(باقی بر صفحہ ۷)

تنظیم لجنہ اماء اللہ اور سیکرٹریان مال

دنیا کا کوئی کام بھی پیسے کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے۔ کہ لجنہ اماء اللہ کی تنظیم جیسا اہم کام بغیر پیسوں کے ہو جائے گا۔ پس اگر یہ ضروری ہے۔ کہ لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کا کام اپنی پوری شان کے ساتھ سرانجام پائے۔ اور ہمارا یہ کام آنے والی نسلوں کے لئے اسیطرح نمونہ بنے۔ جس طرح کہ صحابیات کی دینی و قومی خدمات ہمارے لئے نمونہ ہیں۔ تو آپ اپنے فرض کو فوراً پہچانیں اور لجنہ اماء اللہ کی عظیم الشان تنظیم کے لئے اپنی استطاعت سے بڑھ کر چندہ دیں اور سیکرٹریان مال ہر ممبر سے حسب وعدہ پوری شرح کے ساتھ چندہ وصول کر کے ہر ماہ کی دس تاریخ تک مرکز میں بھجوا دیں اور صاحب استطاعت ممبرات سے بھاری عطیات وصول کر کے اُن کے ناموں سے مجھے مطلع کریں۔ تاکہ اُن کے نام دعا کے لئے پیارے آقا سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حضور پیش کئے جائیں۔ ذیل میں اُن لجنات کے نام لکھے جاتے ہیں۔ جن کی طرف سے ابھی تک کسی قسم کا چندہ نہیں آیا۔ اُن سے درخواست ہے کہ جلد سے جلد ممبرات کی تعداد اور بجٹ بنا کر بھیجیں اور مقررہ تاریخ کو چندہ بھجوا دیا کریں۔ کراچی حلقہ سعید منزل۔ کراچی حلقہ سولجر بازار کراچی حلقہ ڈاک روڈ۔ مونگ ضلع گجرات۔ جنڈیٹ ضلع جھنگ۔ گولیکی ضلع گجرات۔ ادرحماں ضلع سرگودھا چک ۳۰/۱۲ ضلع منٹگمری۔ لالہ موسیٰ ضلع گجرات۔ کھاریاں۔ ملتان۔ نارووال ضلع سیالکوٹ چک ۳۸ ضلع سرگودھا۔ ترگڑی ضلع گوجرانوالہ منٹگمری۔ میانوالی ضلع سیالکوٹ۔ لسوڑہ چک ۱۸۔ پاکپتن۔ تلونڈی راہوں والی۔ سرگودھا۔ کوئٹہ۔ حیدرآباد دکن۔ علی پور۔ سمبڑیال۔ ناگ اوبیچے۔ گوجرانوالہ۔ گوجرہ۔ میانی۔ راولپنڈی۔ چک ۳۵۔ احمد آباد سٹیٹ۔ جکووال۔ بھیرہ۔ فتحپور خانزرہ۔ لائل پور۔ پسرور۔ کنری۔ سندھ۔ گجو چک۔ جڑانوالہ۔ ڈیرہ نکھیاں۔ شادیوال۔ لیشاورہ۔ رہٹری ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ بھاگلپور۔ حافظ آباد۔ گھسیٹ پور۔ موضع رتی دمنڈی۔ مٹرلچیاں وگنیانوالہ

دعاگو: امۃ الرشید شوکت۔ سیکرٹری مال۔ رتن باغ لاہور

البقیہ از صفحہ (۶)

لیت ہیں۔ وخشعت الاصوات للرحمن فلا تسمع الا ھمسا کی پیشگوئی کا نظارہ ہمارے مشاہدہ میں آرہا ہے۔ یہ مبارک وجود اگر کہیں علماء کے آراء میں تشتت و انتشار کا خطرہ محسوس فرماتا ہے۔ تو اپنے حکیمانہ کلام سے جب جماعت کو خطاب فرماتا ہے تو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

خشیۃ اللہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کی کیفیت جماعت میں نمایاں ہو جاتی ہے۔ قلوب میں تسکین و انشراح پیدا ہو کر اپنے اختلافی آراء کو چھوڑ کر ایک امر پر مجتمع ہو جاتے ہیں جماعت احمدیہ اس پر جس قدر بھی فخر کرے بجا ہے ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

پس ہمارے نزدیک ایسے حقیقی۔ زندہ اور طاقتور اجتماع کے سامنے دور ملوکیت والے جماع کو پیش کرنا گویا ہیرے کے سامنے پتھر کی مثال ہے۔

لیڈر بقیہ از صفحہ (۳)

ایک بھی ایسے شخص کا وجود قابل برداشت نہیں ہونا چاہیئے۔ شیخ عبداللہ کے جاسوسوں کے متعلق بہت سی خبریں گشت کر رہی ہیں ایسے لوگوں کے استیصال کے لئے گورنمنٹ کو مضبوط ہاتھ ڈالنے کی ضرورت ہے

جن لوگوں کو نیک نیتی سے حکومت سے اختلاف ہے۔ ان کو چاہیئے کہ وہ اندھا دھند کوئی رائے قائم نہ کریں۔ اور پاکستان کے حقیقی دشمنوں کے ساتھ محض اپنی دشمنی پالنے کے لئے ہمدردی نہ کریں۔ اور ان سے الگ ہو جائیں۔ ہم اربابِ حکومت کو بھی یہی مشورہ دیں گے۔ کہ وہ اپنے اختیارات دانشمندی سے استعمال کریں۔ اور کسی محض ذاتی دشمنی کی بناء پر سزا نہ دیں بلکہ نیک نیت اور بدنیت میں امتیاز کریں۔

مبلغین سالانہ رپورٹیں جلد بھجوائیں

مبلغین کو اطلاع دیجاتی ہے کہ وہ سالانہ رپورٹیں جن میں یکم مئی ۱۹۴۷ء سے آخر اپریل ۱۹۴۸ء تک کی کارگذاری درج ہو۔ جلد بھجوائیں اختصار مدنظر رکھیں۔ سالانہ رپورٹ کے عنوانات وہی ہوں گے۔ جو مقررہ پندرہ روزہ رپورٹ فارم کے ہیں۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ)

تقرر نائب امیر مشرقی پاکستان

مشرقی پاکستان کی احمدیہ جماعتوں کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مولوی محمد عبد الحفیظ صاحب کو پراونشل انجمن احمدیہ مشرقی پاکستان کے لئے آخر اپریل ۱۹۵۰ء تک کے واسطے نائب امیر مقرر فرمایا ہے (ناظر اعلیٰ)

وصایا

نوٹ نمبر ۱: وصیتیں منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں۔ تا اگر کسی کو کسی موصی کے متعلق کسی قسم کا کوئی اعتراض ہو تو نظامت بہشتی مقبرہ کو اطلاع دے۔

نوٹ نمبر ۲: مندرجہ ذیل موصیوں نے اپنی آمد کی وصیتیں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ہیں۔ ان کا گذارہ آمد پر ہے۔ ان میں سے ہر ایک نے یہ وصیت نامہ لکھ دیا ہے کہ "میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد ... ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ... حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ... حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی" (سیکرٹری بہشتی مقبرہ جودھامل بلڈنگ لاہور)

نمبر وصیت	کس تاریخ کو وصیت کی	نام معہ ولدیت و پتہ	ماہوار آمد	حصہ وصیت
۱۰۸۰۴	۱۴ ۶/۴۸	محمد خان ولد کالے خان سکنہ چک سکندر ڈاکخانہ دھوریہ ضلع گجرات حال درویش قادیان	۵۰/-/-	۱/۱۰
۱۰۸۰۵	۱۱ ۶/۴۸	اسیر علی ولد عبد المجید صاحب سکنہ رتوچھ ڈاکخانہ چوہا سیدن شاہ ضلع جہلم حال درویش قادیان	۵۰/-/-	۱/۱۰
۱۰۸۰۷	۱۳ ۷/۴۸	ڈاکٹر سید میجر حبیب اللہ شاہ صاحب ولد ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحب قادیان حال سیالکوٹ	۴۰۰/۵۰۰	۱/۱۰
۱۰۸۰۸	۱ ۶/۴۸	محمد فاضل ولد شاہ محمد صاحب سکنہ چک سکندر ڈاکخانہ کھاریاں ضلع گجرات حال درویش قادیان	۵۰/-/-	۱/۱۰
۱۰۸۰۹	۱ ۶/۴۸	حسن محمد صاحب ولد نور الدین صاحب سکنہ مشین محلہ ع۳ جہلم حال درویش قادیان	۵۰/-/-	۱/۱۰
۱۰۸۱۰	۶ ۶/۴۸	سلطان احمد صاحب ولد محمد بخش سکنہ کھاریاں ضلع گجرات حال درویش قادیان	۵۰/-/-	۱/۱۰
۱۰۸۱۱	۱ ۶/۴۸	چوہدری منظور احمد صاحب ولد چوہدری نور احمد صاحب سکنہ دانہ زید کا ڈاکخانہ گھٹیال ضلع سیالکوٹ حال درویش قادیان	۵۰/-/-	۱/۱۰
۱۰۸۱۲	۱ ۶/۴۸	چوہدری محمد بوٹا صاحب ولد چوہدری جھنڈے خان صاحب سکنہ گھٹیوالی ڈاکخانہ کلاس والہ ضلع سیالکوٹ حال درویش قادیان	۵۰/-/-	۱/۱۰
۱۰۸۱۳	۱ ۶/۴۸	بشیر احمد صاحب ولد میاں نظام الدین صاحب سکنہ ڈیریانوالہ ڈاکخانہ داود ضلع سیالکوٹ حال درویش قادیان	۵۰/-/-	۱/۱۰

انسپکٹران بیت المال کی ضرورت

اس وقت انسپکٹران بیت المال کی چند اسامیاں خالی ہیں۔ امیدواروں کے لئے ضروری ہے کہ وہ حسابات کی پڑتال اور تقریر کرنے کی اہلیت رکھتے ہوں ۴۵-۱½-۳۰ کے گریڈ میں -/-/۳۰ روپے تنخواہ کے علاوہ -/۱۴ روپے ماہوار مہنگائی الاؤنس دیا جائیگا اور صدر انجمن کے قواعد کے مطابق سفر خرچ بھی ملے گا۔ سلسلہ کی خدمت کا شوق رکھنے والے دوست اپنی درخواستیں معہ تصدیق مقامی جماعت بہت جلد ناظر بیت المال جودھامل بلڈنگ لاہور کے پتہ پر بھجوا دیں

(نظارت بیت المال)

خوانچہ فروشوں کا احتجاجی جلسہ

لاہور ــــ الفضل کے سٹاف رپورٹر سے ــــ ۲۸ جولائی

۲۵ جولائی کو چودہری قادر بخش مجسٹریٹ کی قیادت میں پولیس کی ایک جمعیت نے خوانچہ فروشوں کو اٹھانے کی جو مہم جاری رکھی۔ اُس کے خلاف اگلے دن احتجاج کے طور پر مجلس اتحاد ملت کے زیر اہتمام شاہ رحمان انصاری کی صدارت میں خوانچہ فروشوں کا ایک غیر معمولی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں اس امر پر زور دیا گیا۔ کہ اُس دن خوانچہ فروشوں کو اس قدر پریشان کیا گیا کہ وہ افراتفری میں اپنی ساری اشیاء بھی فراہم نہیں کر سکے۔ اور آخر میں بالاتفاق رائے ایک ریزولیوشن کے ذریعے مغربی پنجاب کے وزیر اعظم سے استدعا کی گئی کہ جب تک حکومت کی طرف سے خوانچہ فروشوں کی جگہوں اور مقامات کے متعلق کوئی خاص تخصیص نہ ہو جائے۔ اُس وقت تک بستیوں اور پولیس افسروں کو غریب خوانچہ فروشوں کو تنگ کرنے سے باز رکھا جائے

حیدر آباد اور ہندوستان کا جھگڑا یو۔ این۔ او میں پیش کیا جائیگا

سر والٹر مونکٹن سے سیکرٹری جنرل امور خارجہ حیدر آباد کی گفت و شنید

لندن ۲۸ جولائی۔ یہاں کے ذمہ دار حلقوں میں یہ خیال تقویت پکڑ گیا ہے کہ حیدر آباد ہندوستان سے اپنے جھگڑے کو مجلس اقوام متحدہ کے سامنے رکھے گا کل رات سر والٹر مونکٹن کے پرائیویٹ سیکرٹری حیدر آباد سے مراجعت فرما ہوئے۔ اور انہوں نے سر والٹر مونکٹن سے ملاقات کی۔ جو حضور نظام کے آئینی مشیر ہیں۔ اس موقع پر مسٹر ظہیر حسین سیکرٹری جنرل امور خارجہ حیدر آباد اور معین الدین نائب سیکرٹری بھی موجود تھے۔ معلوم ہوا ہے کہ یہ لوگ ذاتی طور پر اسلئے لندن تشریف لائے ہیں کیونکہ حکومت ہندوستان نے حیدر آباد سے باہر جانیوالے خطوط پر سخت سنسر بٹھا رکھا ہے تاریں اور خطوط بغیر سنسر کئے حیدر آباد سے باہر نہیں جا سکتے۔

لندن میں حیدر آبادی حلقوں کا یہ خیال ہے۔ اگرچہ یہ کوشش کی جائے گی کہ اقوام متحدہ کے سامنے اس معاملہ کو پیش کرنے سے احتراز کیا جائے لیکن عام طور پر پنڈت نہرو کے اس اعلان کہ حیدر آباد کے سامنے صرف دو راستے ہیں یا تو ہندوستان میں شامل ہو جائے یا اسے ختم کر دیا جائے گا۔ یہ خیال زور پکڑ رہا ہے کہ اس معاملہ کو اقوام متحدہ کے سامنے رکھنے کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں۔ نظام گورنمنٹ نے شاہ انگلستان کو خط لکھا ہے کہ وہ اس معاملہ میں ذاتی طور پر مداخلت کریں۔ حیدر آباد کے افسروں نے آج اُس خبر کی تصدیق کر دی ہے۔ لیکن یہ بتانے سے انکار کر دیا ہے کہ کیا جواب موصول ہوا ہے۔

کاہنانو میں آٹے کی چور مارکیٹ

لاہور ــــ الفضل کے سٹاف رپورٹر سے ــــ ۲۸ جولائی

دو چار دن کے اندر اندر ہی کاہنانو میں گندم کا آٹا ایک روپے کا دو سیر کی بجائے ڈیڑھ سیر پر آگیا ہے اور یہ سب کچھ محض اسلئے ہو رہا ہے کہ راشن کی قلت نے عوام کو سخت پریشان کر رکھا ہے جونہی کیمپوں کے پناہ گزین دور سے سر پر آٹے کی بڑی بڑی پوٹلیاں رکھے نظر آتے ہیں۔ لوگ اُن کی طرف تھرڈ کلاس کے ٹکٹ گھر کے مسافروں کی طرح لپکتے ہیں۔ جس سے انہیں منہ مانگے دام مانگنے کی جرأت ہو جاتی ہے۔

متعلقہ علاقے کے محکمہ امداد باہمی کے ایک افسر نے مجھے بتایا اُنہوں نے خود راشن کی قلت سے تنگ آکر ایک دن ایک پناہ گزین سے روپے کا پونے دو سیر آٹا خریدا کیا حکومت کوئی ایسا انتظام نہیں کر سکتی۔ کہ انکی معرفت بیچے جانے والے آٹے کی فروخت کا انتظام وہ براہ راست اپنی معرفت کرائے۔

کشمیر میں دو ہندوستانی بٹالینوں کا صفایا کر دیا گیا

اوڑی سے چکوٹھی تک ... ل قبضہ

تراڑ کھل ۲۸ جولائی۔ حکومت آزاد کشمیر کے وزیر ... نے آج جنگ کشمیر کی صورت حال کے متعلق یہ بیان دیا ہے کہ کل رام پانڈو کی لڑائی میں ہماری فوج کو جو کامیابیاں ہوئی تھیں۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا ہے کہ دشمن دریائے جہلم کے شمال میں مکمل طور پر تباہ ہو گیا ہے۔ اب اوڑی اور چکوٹھی کے درمیان سارے علاقہ میں دشمن کا ایک بھی مورچہ قائم نہیں رہا۔ ہماری فوجیں بڑی سرگرمی سے بھاگتی ہوئی ہندوستانی فوج کا تعاقب کر رہی ہیں ابھی دشمن کے عظیم جانی نقصان اور اس سے حاصل کئے ہوئے بڑے مال غنیمت کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔

اندازہ لگایا گیا ہے کہ بہار رجمنٹ کی دوسری بٹالین کا قریب قریب پورا صفایا ہو چکا ہے اور کماؤں رجمنٹ کی چوتھی بٹالین کا شدید جانی نقصان ہوا ہے۔ دشمن کی تیسری بٹالین (جو سکھوں کی تھی) جو اس علاقہ میں جنگی کارروائیاں کر رہی تھی۔ ایک بھی گولی چلائے بغیر سر پر پاؤں رکھ کر میدان سے بھاگ نکلی۔ اور اب اُس کا تعاقب کیا جا رہا ہے۔ آزاد فوج کے ہاتھ جو مال غنیمت آیا ہے۔ اُس میں بڑے ہتھیاروں کے علاوہ جنگی سامان اور ذخائر کی بڑی مقداریں بھی شامل ہیں

حیدر آباد انڈین یونین کی غیر مشروط اطاعت نہیں کریگا

لندن میں "حیدر آباد آزاد" کے پوسٹر

لندن ۲۸ جولائی۔ لندن میں اس مضمون کے پوسٹر چسپاں کئے گئے ہیں کہ برطانوی عوام ہندن کے دوز ہائیڈ پارک کے احتجاجی جلسہ میں "انڈین یونین کے ساتھ حیدر آباد کے غیر مشروط الحاق" کی پالیسی کے خلاف احتجاج کریں گے پوسٹر میں کہا گیا ہے۔ ہندوستان کیا چاہتا ہے اور حیدر آباد کا جواب کیا ہے؟ ہندوستان یہ چاہتا ہے کہ انڈین یونین کے سامنے حیدر آباد اپنی غیر مشروط حوالگی کا اعلان کر دے۔ اور آزادانہ رائے شماری کے ذریعہ اپنے ریاستی عوام سے مشورہ بھی نہ کرے۔ اس پوسٹر میں دفاع خارجہ پالیسی اور رسل و رسائل کے سلسلہ میں انڈین یونین کے ساتھ اپنا کامل تعاون اور موافقت پیش کی گئی ہے۔ حیدر آباد اپنے عوام کی خوشنودی کا طالب ہے اور وہ انڈیا کی فاشسٹی چالوں سے خاموش نہیں ہو سکتا۔ نیز وہ محاصرہ یا ناکہ بندی کو اپنی حوالگی کا ذریعہ نہیں بنا سکتا

کلکتہ میں اسلحہ کی بھاری مقدار پکڑی گئی

کلکتہ ۲۸ جولائی۔ ایک پریس نوٹ مظہر ہے کہ مغربی بنگال کی پولیس نے ایک سازش کا انکشاف کیا اور چند ایسے افراد کو گرفتار کر لیا ہے۔ پولیس کو ان افراد کے قبضہ سے اسلحہ اور گولہ بارود بھی ملا ہے یہ اسلحہ یا تو حیدر آباد بھیجا جا رہا تھا یا پاکستان کو۔ ان افراد میں سے کئی افراد کا تعلق سیاسی پارٹیوں سے بھی ہے پولیس اب ان افراد کی تلاش میں ہے جو اس قسم کی ناجائز سرگرمیوں میں مبتلا ہے۔

آسام میں سیلاب کی تباہ کاریاں

کلکتہ ۲۸ جولائی۔ کلکتہ ریڈیو نے ایک اعلان میں بتایا کہ آسام میں خوفناک سیلاب سے پانچ لاکھ افراد بے گھر ہو گئے ہیں سیلاب سے تقریباً ایک ہزار سے زیادہ مکان منہدم ہوئے اور تمام فصلیں تباہ ہو گئیں۔ اس وقت پانچ سو سے زیادہ دیہات اور کئی شہر زیر آب ہیں۔ بعض علاقوں میں پانی بہت چڑھ گیا ہے۔ حکومت کی طرف سے بے گھروں کی امداد کیلئے ۵ لاکھ روپیہ وقف کیا گیا ہے۔

ــــ تراڑ کھل ۲۸ جولائی مجاہدین کو کشمیر کے مختلف محاذوں پر حال ہی میں جو کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں۔ آج تراڑ کھل میں اس کی خوشی منائی گئی۔

عثمانی فوجوں کو ننانج سے ہندوستانی فوجوں کو نکالنے کا فوری حکم

ہنگامی اجلاس میں اہم فیصلہ

حیدر آباد دکن ۲۸ جولائی۔ نشرگاہ حیدر آباد سے ایک سرکاری اعلان نشر کیا گیا ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ ننانج پر ہندوستانی فوج کے قبضہ سے جو صورت حالات پیدا ہو گئی ہے۔ اس پر غور کرنے کیلئے حیدر آباد کی وزارت کا ایک ہنگامی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں بحث و تمحیص کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا۔ کہ حیدر آباد کے علاقہ سے ہندوستانی فوج کو نکالنے کے لئے فوراً عثمانی فوج ارسال کی جائے۔ چنانچہ اس اجلاس کے فوراً بعد عثمانی فوج کے کمانڈر کو ہدایت جاری کر دی گئی ہے کہ وہ فوراً فوج ارسال کر دے۔

ــــ نئی دہلی ۲۸ جولائی کشمیر کمیشن کی ہراول پارٹی جموں اور کشمیر کی فوجی حالت کا جائزہ لینے کیلئے آج صبح نئی دہلی سے ہوائی جہاز میں کشمیر روانہ ہو گئی یہ پارٹی کشمیر میں ایک ہفتہ قیام کرے گی یہ پارٹی ۳ ارکان پر مشتمل ہے

ملایا کے کمیونسٹوں کی شورش پر غور و خوض

لندن ۲۸ جولائی۔ برما کے وزیر خارجہ جو کل رات برما سے لندن پہنچ گئے برطانیہ کے وزیر خارجہ مسٹر ارنسٹ بیون سے ملاقات کریں گے۔ سیاسی حلقوں کو معلوم ہوا ہے کہ اس ملاقات میں جنوب مشرقی ایشیا کے موجودہ حالات پر بحث کی جائے گی۔ اور خاص کر ملایا میں کمیونسٹوں نے جو شورش برپا کر رکھی ہے اس پر غور کیا جائے گا۔ اس بحث میں برطانوی افسر بھی حصہ لیں گے۔

مسٹر غلام محمد کی غازی عصمت انونو سے ملاقات

انقرہ ۲۸ جولائی۔ انقرہ ریڈیو نے اعلان کیا آج غازی عصمت انونو نے مسٹر غلام محمد وزیر مالیات کو شرف باریابی عطا کیا۔

کیا مارشل سٹالین سے درخواست کیجائیگی؟

لندن ۲۸ جولائی۔ لندن کے سفارتی حلقوں میں یہ افواہ گشت لگا رہی ہے کہ مغربی اتحادیوں کی طرف سے مارشل سٹالین سے براہ راست اس امر کی درخواست کی جائے گی۔ کہ وہ باہمی افہام و تفہیم سے برلین کے جھگڑے کو ختم کریں۔ سفارتی حلقوں کا یہ بھی خیال ہے کہ امریکہ اور برطانیہ کے سفیروں کے ذریعہ پہلے موسیو مولوٹوف سے براہ راست گفت و شنید کرنے کی درخواست کی جائے گی۔ اس کے بعد مارشل سٹالین سے اپیل کی جائیگی

ــــ لاہور ۲۸ جولائی۔ خان محمد وٹ وزیر اعظم مغربی پنجاب راولپنڈی میں وزیر اعظم پاکستان خان لیاقت علیخاں سے ملاقات کے بعد آج عازم مری ہو گئے۔